شیعہ اور سنی کی
اذان میں فرق
تصنیفِ لطیف
حضور فیض ملّت مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح مُفتی
فیض احمد اویسی رضوی
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امابعد! فقیر ابھی مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد بہاول پور میں پہونچا ہی تھا کہ عزیزم محمد ذیشان وعزیزم محمد فیصل توصیفی تشریف لائے اور یہ تڑپ لے کر پہونچے کہ اُویسی کی تصانیف کی اشاعت کریں۔ فقیر نے سردست انہیں دورسالے پیش کر دیئے۔ عزیزوں کی دینی، اسلامی اشاعت کا جذبہ قابل صد سِتایش (تعریف) ہے کہ اتنا طویل سفر صرف اشاعت اسلام کے لئے جس کا انہیں قدم قدم پر اللہ عزوجل بے شمار اجر وثواب عطافرمائے گا اور فقیر کی دلی دعا ہے کہ ان عزیزوں کی عمر و عمل میں برکت ہو، دنیامیں سُرخرُوئی(کامیابی) اور آبرو عزت کی زندگی بسر ہو اور آخرت میں انہیں اور سب کو شفاعت حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصیب ہو۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان

۲۲شوال ۱۴۲۰ھ، ۳۰جنوری ۲۰۰۰، بروز اتوار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بخدمت جناب مفتی صاحب دام شرفہ وزید مجدہ

سلام مسنون کے بعد عرض یہ کہ چند مسائل باعث خَدشَہ(فکر) ہیں تشفی (تسلّی) فرمائیں جبکہ بندہ نے آپ کے چند رسائل جو میسر آئے ہیں زیر مطالعہ رکھے ہوئے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱:۔ آپ نے اپنی کتاب مسمّی " انگوٹھے چومنے کا ثبوت "صفحہ ۴۴ پر تحریر فرمایا ہے کہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ جہاں درود نہ پڑھنا ضروری ہے برائے مہربانی ان مقامات کی نشان دہی فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۲:۔ زید کہتا ہے کہ اذان میں '' أَنَّ عَلیّاً وَلِیُّ اللّٰہِ '' اتنا لفظ کہنا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۳:۔ چار رکعت فرض نماز کے پہلے قعدے میں عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ کے بعد درود پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۴:۔ اذان کے اختتام پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کہنا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۵:۔ عید کے دن عید گاہ میں قبل صلوۃ یا بعد صلوۃ عید نوافل پڑھنی جائز ہیں یا نہیں۔

مسئلہ نمبر ٦:۔ رات کو آٹھ رکعتوں سے زائد اور دن کو چار رکعتوں سے زائد نوافل ایک ساتھ پڑھنی جائز ہیں یا نہیں۔

جناب عالی ان مذکورہ مسائل کا حکم بتا کر مع الدلائل مبرہن فرمائیں۔ ماشاء اللہ خدا پاک نے آپ کو بہت علم دیا ہے آپ کے لئے یہ چیزیں مشکل نہیں ہوں گی۔

والسلام مستفتی ابوسفیان عبد الہادی جن پور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمۡ

محترم و معظم جناب ابوسفیان محمد عبد الہادی صاحب زید مجدہ سلام مسنون گرامی نامہ موصول ہوا۔ فقیر کو مصروفیات تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ہجوم کے باوجود بقدر ضرورت حاضر ہیں۔ خدا کرے جناب کو تسلی و تشفی نصیب ہو ورنہ مطلع فرمائیں اس سے مزید عرض کروں گا۔

۱۔ درود شریف پڑھنا ایک اعلیٰ عبادت ہے جسے خود احکم الحاکمین نے بھی اپنے لئے نص قطعی میں فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ الخ[1] اپنے بندوں پر تاکیدی وجوب سے نوازا کہ "صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا"[2] اسی لئے درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں اور اجر و ثواب کا تو کوئی حساب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت کا وقت مقرر فرمایا ہے لیکن درود شریف ایک ایسی عبادت ہے کہ جب پڑھو جہاں پڑھو جس طرح پڑھو ہر طرح سے مقبول و محبوب ہے البتہ چند اوقات اور مقامات کو محدثین فقہاء کرام نے مُستثنیٰ (عام حکم سے الگ) فرمایا ہے۔ وہ مقامات یہ ہیں پیشاب پاخانہ کرتے وقت، صحبت (جماع) کے وقت، اشیاء فروخت کی بولی لگانے کے وقت، ٹھوکر کھا کر، جانور ذبح کرنے کے وقت، چھینک کے وقت اور تلاوت قرآن کے درمیان میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی آنے پر۔

مؤخر الذکر وقت کے جملہ دیگر جملہ اوقات ایسے ہیں جن میں اللہ عزوجل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درود شریف پڑھانا گوارا نہیں فرماتا۔ یہ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوشان کی دلیل ہے۔ مؤخر الذکر اس لئے کہ کلام الٰہی کا ربط نہ ٹوٹے۔

۲۔ علی ولی اللّٰہ کے معنی یعنی سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی ولایت سے کس بدبخت کو انکار ہو گا۔ لیکن اسے نبوت کے درجے میں لانا بھی دین نہیں سکھاتا کیونکہ جس طرح علی ولی اللہ ہیں ایسے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اولیاء اللہ ہیں اور پھر شہداء و صالحین بھی۔ تو اگر ولایت کو نبوت کا درجہ

---

[1] الاحزاب: 56 **ترجمہ:** بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر

[2] الاحزاب: 56 **ترجمہ:** ان پر درود اور خوب سلام بھیجو

دیا جائے تو پھر ختم نبوت کا کیا معنی اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو اللہ نے اعلیٰ منصب "خاتم النبین" بخشا ہے وہ منصب غیروں کو کیوں۔ اسی لئے ہم اذان میں اسی شہادت و گواہی دینے کے مُکَلَّف (پابند) ہیں جن کی گواہی دینے کے کلمہ اسلام میں مکلف ہیں اور کلمۂ اسلام یہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اسی کلمہ پر ایمان لانے کا حکم ہے اسی کی تصدیق و اقرار سے ہی انسان مسلمان کہلواتا ہے۔ اس کے علاوہ "علی ولی اللہ" ایجاد بندہ ہے جس کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ہے نہ احادیث اہلسنت میں نہ شیعہ مذہب کی صحاح اربعہ میں۔ فقیر چند حوالہ جات عرض کرتا ہے تاکہ ناظرین کو تسلی ہو سب کو معلوم ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق اسلام کے پانچ ستون ہیں جنہیں ارکان اسلام کہا جاتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(۱) بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ [3]

(صحیح بخاری جلد اول)

اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں۔ شہادت دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ دوم نماز قائم کرنا۔ سوم زکوۃ ادا کرنا۔ چہارم حج کرنا۔ پنجم رمضان کے روزے رکھنا۔

(۲) پیغمبر کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اور مستند حدیث کے مطابق جو صحیح مسلم جلد اول میں زیر عنوان کتاب الایمان درج ہے انہی پانچ چیزوں کو اسلام قرار دیا گیا ہے اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا [4] (صحیح مسلم جلد اول کتاب الایمان)

اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر طاقت ہو۔ اہلسنت کی صحاح کی روایات کے حوالہ جات سے بالکل واضح ہے کہ ایک غیر مسلم کو اسلام میں داخل ہونے کے لئے سب سے اول بات کلمہ کا اعلانیہ اقرار ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ مذکورہ بالا دیگر شرائط پوری کرتا ہو اس لئے یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ کلمے کو اس کے الفاظ اور معانی کے ساتھ تحفظ دیا جائے اور کلمے کے الفاظ میں کسی قسم کی تبدیلی یا اضافے کی نہ تو اجازت دی جائے اور نہ ہی ایسا کوئی اقدام برداشت کیا جائے۔

---

[3] (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم بني الإسلام على خمس، 11/1، الحديث: 8، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[4] (صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان والإيمان بالقدر، 36/1، الحديث: 8، دار إحياء الكتب العربية)

فائدہ: معلوم ہونا چاہئے کہ شیعہ مذہب کا کلمہ اسلامی کلمہ کے خلاف ہے۔ اسکی تحقیق ملاحظہ ہو۔

کلمہ شیعہ: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلِ"

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول، یہی علی اللہ کے ولی اور رسول کے بلا فصل خلیفہ ہیں۔

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے جو کوئی اسلامی کلمہ کا اعلانیہ اقرار و تصدیق نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں بن سکتا۔ معاف فرمائے کہ اس کلمہ کی رُو سے زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک کے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد غیر مسلم اور کافر قرار پاتی ہے کیونکہ مذکورہ بالا کلمہ کی پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ اسلام کے طور پر کبھی تعلیم نہیں دی اور نہ اس کا کبھی اعلان کیا۔ نہ ہی پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ حیات میں اسلام میں داخل ہونے والے کسی شخص نے اس کلمہ کا اقرار کیا ہے۔ یہ کلمہ ہرگز وہ نہیں جسے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جو نبوت کے ابتدائی دنوں میں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک پر (اسلام میں داخل ہونے والوں) میں اولین افراد تھے کبھی پڑھا۔ اُف یہ کہ اس کلمہ کا شیعہ مکتب فکر کی مستند کتابوں میں سے کسی ایک میں بھی ذکر نہیں ملتا۔ درحقیقت کلمہ اسلام کے الفاظ اور حروف (متن) کے بارے میں آغاز اسلام سے گذشتہ چند سالوں تک مختلف مکاتیب فکر کے مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں تھا۔ کچھ عرصہ پیشتر اسلام کے مخالفین نے ایک سازش کے تحت کلمے میں مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ کیا ہے: "عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلِ"

مذکورہ بالا اضافی الفاظ بجائے خود اس حقیقت کا ثبوت پیش کرنے کے لئے کافی ہیں کہ وہ اصل اور حقیقی کلمہ کا حصہ نہیں ہو سکتے اور یہ کہ ان کا کسی مقصد کے تحت بعد میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس بحث کے حق میں اہل تشیع علماء کی تصنیف کردہ کتابوں کے جن پر شیعہ مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو کامل اعتماد ہے کے مندرجہ ذیل اقتباسات کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

کتب شیعہ کی تصریحات:

(ا) عَنْ جَمِيْلِ بْنِ دَرَاجٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ علیه السلام عَنِ الْاِيْمَانِ فَقَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا عَمَلٌ قَالَ بَلٰى فَقُلْتُ فَالْعَمَلُ مِنَ الْاِيْمَانِ؟ قَالَ لَا يَثْبُتُ لَهُ الْاِيْمَانُ اِلَّا بِالْعَمَلِ وَالْعَمَلُ مِنْه [5](الکافی الکلینی)

راوی نے کہا میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ایمان کے متعلق دریافت کیا فرمایا! "گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔" راوی نے کہا کہ کیا یہ عملی صورت نہیں' فرمایا ہاں ہے۔ میں نے کہا تو کیا عمل ایمان کا جزو ہے؟ فرمایا ایمان بلا عمل ثابت نہیں ہوتا اور عمل اس کا جزو ہے۔

---

[5] (الأصول من الكافي الكليني، كتاب الايمان والكفر من كتاب الكافى، باب فى أن السكينة في الإيمان، 10/2، دار التعارف للمطبوعات)

(۲) فَلَمَّا اَذِنَ اللّٰهُ لِمُحَمَّدٍ فِي الْخُرُوْجِ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ [6] (الکافی الکلینی)

جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ کی طرف خروج کی اجازت دی تو اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی۔ گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ (۲) قائم کرنا نماز کا (۳) زکوۃ دینا (۴) حج کرنا اور (۵) ماہ صیام میں روزے رکھنا۔

(۳) پھر وحی کی کہ اے محمد! لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کریں۔ [7]

(۴) اگر کافر شہادتین بگوید ، یعنی بگوید: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ مسلمان می شود [8]

(توضیح المسائل(فارسی)، السید الخمینی، صفحہ ۳۴)

فائدہ: ثابت ہوا کہ تمام اسلامی مکاتیب فکر کی مذہبی کتابوں میں اس کلمے کا کہیں ذکر نہیں جو مذکورہ بالا کلمہ اہل تشیع نے نکالا ہے بلکہ صحیح کلمہ وہی ہے جو عام زبانوں پر قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ بلکہ خود شیعہ کی صحاح اربعہ سے بھی یہی کلمہ ثابت ہے جو اہل اسلام کی زبانوں پر جاری ہے یعنی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

نہ کہ شیعوں والا کلمہ ذیل "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ"

جب کلمہ اسلام کے کلمات کا یہ حال ہے تو اذان کی شہادت یعنی "عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ" کا حال اس سے بھی زَبُوں تر (بدتر) ہے چنانچہ چند تصریحات شیعہ صحاح اربعہ یا اصول اربعہ سے آئندہ چل کر عرض کروں گا۔

شیعہ سنی کا متفقہ اسلامی کلمہ: حقیقت میں کلمہ طیبہ بلا اختلاف شیعہ سنی صرف اور صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ شیعہ مذہب کی امہات الکتب میں کلمہ طیبہ کے یہی الفاظ ہیں۔ چند حوالہ جات گزر چکے ہیں مزید ملاحظہ ہوں۔

(ا) فإذا حضرتم موتاكم فلقنوهم شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله حتى يموتوا [9]

یعنی جب تم کسی قریب المرگ یا مردے کے پاس پہنچو تو اسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تلقین کرو"۔ (اس مقام پر زائد کوئی لفظ موجود نہیں)

(من لا یحضرہ الفقیہ، باب غسل المیت، جلد۱، صفحہ۲۶)

---

[6] (الأصول من الكافي الكليني، كتاب الايمان والكفر من كتاب الكافی، باب آخر منه وفيه أن الاسلام قبل الايمان ، باب 1، 31/2، دار التعارف للمطبوعات)

[7] (حیات القلوب، مولفہ علامہ مجلسی ترجمہ مولوی سید بشارت حسین کامل، 43/2)

[8] (توضیح المسائل مجموعہ فتاوٰی، ص39، سید محمد کاظم شریعت مداری، ایران)

[9] (من لا يحضره الفقية ، باب غسل الميت ، 133/1، الرقم: 350، جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة)

(۲)وقال رسول الله صلى الله عليه وآله " :أربع من كن فيه كان في نور الله عز وجل الأعظم :

أن لا إله إلا الله وأني رسول الله، [10]

ان میں سے ایک یہ ہےلا إله إلا الله محمد رسول اللّٰہ۔

(۳) لوح و قلم کے سلسلہ میں مرقوم ہے:

پس قلم ہزار سال مدہوش گردید ازشنیدن کلام الٰہی وچوں بہوش آمد گفت پروردگاراچه بنولسیم فرمود بنولیس لا اله الا الله محمد رسول الله۔(حیوۃالقلوب جلد ۳صفحہ۷)

قلم ہزار سال بے ہوش رہی اللہ تعالیٰ کا کلام سننے سے۔ جب ہوش میں آئی تو عرض کی اے پروردگار میں کیا لکھوں حکم ہوا کہ لکھلا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔

(۴)اسی روایت کو غزواتِ حیدری میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ قلم نے عرض کی پروردگار کیا لکھوں اور کس طرح مَاہِیَّت (اصلیت) اس کی پہچانوں تب صَمَدِیَّت (بے نیازی) جل وعلانے وصی کی کہ لکھ لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ (غزواتِ حیدری ترجمہ حملہ حیدری صفحہ۹)

اذان منگھڑت : جیسے کلمہ شیعہ منگھڑت ہے ایسے ہی شیعہ کی اذان کے کلمات اضافیہ منگھڑت ہیں۔ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت نہیں۔ شیعہ فرقہ کو بدنام کرنے کے لئے فرقہ مضوضہ (شیعہ) نے یہ افسانہ گھڑا تھا کتب شیعہ کی مستند و معتبر کتب میں اس کا وجود نہیں ملتا خود شیعہ مصنفین یہی فرماتے ہیں۔

(ا) من لا یحضر الفقیه کی ایک روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی گود میں سر رکھ کر آرام فرماتھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے اذان کے کلمات بتائے نبی علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے اذان سن لی۔ آپ نے کہاہاں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایابلاؤبلال رضی اللہ عنہ کو اسے یہ کلمات سکھادو۔وہاں بھی اسی اصل اذان کے کلمات بیان کیے گئے ہیں۔ [11]

یعنی یہی اذان جو اہلسنت میں مروج ہے۔

فائدہ: من لا یحضر ہ الفقهیه کے مؤلف ابن بابویہ متوفی ۳۱۱ھ ہیں۔ ان کی روایات اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل تشیع کے ہاں اصل اذان کے کلمات وہی ہیں جو اہلسنت کے ہاں لکھے بولے جاتے ہیں مگر ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن بابویہ کے زمانہ میں الحاقی کلمات

---

[10] (من لا يحضره الفقية .باب التعزية والجزع عند المصيبة وزيارة القبور والنوح والمأتم .183/1 .الرقم: 514 .جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة)

[11] (من لا يحضره الفقية . باب الأذان والإقامة وثواب المؤذنين .282/1 .الرقم: 865 .جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة)

بعض مقامات پر شروع ہو چکے تھے۔ جن لوگوں نے اذان میں کلمات بڑھائے ان کے متعلق سنیئے۔ یہ روایت ابو بکر الحضرمی اور کلیب اسدی سے مروی ہے۔ وہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے الصلوٰۃ خیر من النوم کے متعلق کہتے ہیں کہ

ولا بأس أن يقال في صلاة الغداة على أثر حي على خير العمل "الصلاة خير من النوم" مرتين للتقية [12]

یعنی صبح کی اذان کی حي على خير العمل کے بعد تقیہ کے علوم "الصلاة خير من النوم" کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

انتباہ: یہاں بحث حي على خير العمل یا "الصلاة خير من النوم" یا تقیہ سے نہیں۔ بحث اس سے ہے کہ اس مقام پر حي على خير العمل کے کلمات کے علاوہ اور کوئی کلمہ نہیں یعنی علی ولی اللہ الخ۔

(۲) اسی روایت پر اشھد ان علی ولی اللّٰہ کے الحاقی کلمات کے متعلق مصنف کے تشریحی کلمات میں لکھا

هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه، والمفوضة لعنهم الله [13]

ترجمہ: ابن بابویہ کہتے ہیں کہ یہی صحیح اذان ہے کہ جس میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں اور مفوضہ پر اللہ کی لعنت (حاشیہ پر لکھا ہے کہ مفوضہ وہ گروہ ہے جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بنا کر اس کے امور محمد اور علی کے سپرد کر دیئے بلکہ صرف علی کے سپرد کر دیئے)(معاذ اللہ)

(بحوالہ من لا يحضره الفقيهه جلد اول ص ۱۸۸، ۱۸۹ طبع جدید بتحقیق سید حسن موسوی دار الکتب الا سلامیه طهران)

انتباہ: جنہوں نے یہ روایات وضع کیں اور اذان میں محمد و آل محمد خير البرية کے کلمات دوبار کہنے میں زیادتی کی اور ان کی (یعنی مفوضہ کی بعض روایتوں میں اشھد ان محمد رسول اللّٰہ کے بعد اشھد ان علی ولی اللّٰہ دوبار کہنا آیا ہے۔ اور انہیں میں سے بعض نے اس کے بجائے اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً دوبار کے متعلق کہا ہے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ علی اللہ کے ولی ہیں اور امیر المومنین ہیں اور بے شک محمد اور ان کی بہترین آل پر صلوٰۃ ہو مگر یہ کلمات (یعنی اشھد ان علی ولی اللّٰہ) اصل اذان میں نہیں ہیں اور میں نے اس لئے بیان کیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس زیادتی (یعنی اشھد ان علی ولی اللّٰہ) کے مہتم صرف مفوضہ ہیں جن کے نفسوں نے ہماری اذان کے کلمات میں زیادتی کی۔ [14]

فائدہ: یہ تقریر شیعہ مذہب کے سربراہوں کی ہے چنانچہ ابن بابویہ نے اذان کے متعلق اپنے بیان کی تائید میں (الا ستبصار جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ اور التھذیب جلد ۱ صفحہ ۱۵۰) کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ [15] گویا اہل تشیع کی چار کتب جنہیں یہ لوگ اصول اربع یا صحاح کہتے ہیں انہیں سے تین میں اشھد ان علیاً ولی اللّٰہ کے کلمات نہیں اور ان کلمات کو بڑھانے والوں کو مفوضہ کے نام سے پکارا گیا ہے اور پھر ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ اللہ کی ان پر لعنت ہو۔

---

[12] (من لا يحضره الفقية، باب أحكام السهو في الصلاة. 289/1. الرقم: 897. جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة)

[13] (من لا يحضره الفقية، باب أحكام السهو في الصلاة. 290/1. الرقم: 897. جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة)

[14] ایضاً

[15] (من لا يحضره الفقية، باب أحكام السهو في الصلاة. 290/1. الرقم: 897. الحاشية. جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة)

فائدہ: ابن بابویہ نے حي علی خير العمل کا بھی محض تکلّف کیاہے اور الصلاة خير من النوم کو تقیہ کے طور جائز قرار دیاہے۔ یہاں کی وجہ تقیہ کی وجہ تکلفاً استعمال کی گئی ہے ورنہ شیعہ سنی کی اصل اذان یہ ہے۔

اللّٰہ اکبر چار بار، اشهد ان لا اله الا اللّٰه دوبار، اشهد ان محمدرسول اللّٰهدوبار، حی علی الصلوة دوبار، حی علی الفلاح دوبار، اللّٰه اکبر دوبار، لا اله الا اللّٰه ایک بار، اور صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلاة خير من النوم دوبار۔ (یہی اذان خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ ہے)

انتباہ: سطور بالا کی عبارت پر غور کیجئے کہ ابن بابویہ کی وفات ۳۱۱ھ میں ہوئی ہے۔ لا محالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ من لا یحضرہ الفقیهه تیسری ہجری کے اَخِیر (آخر) میں لکھی گئی ہوگی اور الاستبصار اور تہذیب اس سے پہلے کی تالیف ہیں۔ یعنی تیسری صدی ہجری کے آخری اربع بلکہ آخری عشرہ تک اذان میں کوئی الحاقی کلمات نہ تھے۔ یہ بدعت کہیں چوتھی صدی ہجری کے بعد مفوضہ کی دیکھا دیکھی شروع ہوئی جنہیں اصول اربع کے مُؤلّفِین (تالیف کرنے والے، مرتبین) میں سے تین ملعون کہتے ہیں۔ دورِ حاضرہ کے اہل تشیع بھی کتنے سادہ لوح ہیں کہ ایک ملعون گروہ کی دیکھا دیکھی محض اہلسنت کے بعض میں کیسے غلط عمل کے ارتکاب پر تلے ہوئے ہیں۔ (تبصرہ اُویسی غفرله)

اس سے اندازہ لگانا مشکل نہ رہا کہ اذان کے اضافی کلمات (علی ولی اللّٰه الخ) شیعہ کے اصلی مذہب میں بھی (مفوضہ لعنتی فرقہ) کی وجہ سے بُرا ہے لیکن افسوس ہے کہ مفوضہ لعنتی فرقہ (جسے امامیہ بالخصوص اصول اربعہ کے مصنفین یکسر دائرہ اسلام سے خارج کہہ رہے ہیں) آج ہمارے دور میں شیعہ مذہب کے عشاق ان کی یاد (علی ولی اللّٰه) کو اپنے مذہب کا شعار مانتے ہیں۔ انا للّٰه و انا الیه راجعون

دعوتِ اتحاد: جو لوگ شیعہ سنی بھائی بھائی رٹ لگاتے پھرتے ہیں وہ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں وہ شیعوں کو کلمہ و اذان کے کلمات پر اتفاق و اتحاد پر آمادہ کریں جبکہ ان کے اکابر بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اضافہ فرقہ مفوضہ کا ہے جو مذہب اثنا عشری شیعہ کے نزدیک ملعون فرقہ ہے۔ جب وہ فرقہ باتفاق شیعہ و سنی لعنتی ہے تو پھر لعنتی فرقہ سے ہٹ کر سنی شیعہ اتحاد کی فضا کو خوشگوار بنانا چاہیے نہ یہ کہ ایک لعنتی گروہ کی یادگار کو شعار بنا کر لعنتی بنیں۔

اذان ودرود وسلام: شیعہ اذان کے اندر علی ولی اللّٰه وغیرہ کے الفاظ گھسیٹ کر ان کلمات کو اذان کا ایک جزو مانتے ہیں بخلاف اہلسنت کے جو محض برکت اور ثواب کی خاطر اذان سے پہلے اور بعد کو کہتے ہیں الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللّٰه یہ کلمات نہ اذان کا جزو ہیں نہ اذان کے درمیان میں ہیں بلکہ پہلے ہیں تو بھی ان کی ایک علیحدہ حیثیت ہے اور بعد کو ہیں تو بھی ان کی علیحدہ حیثیت ہے یہی وجہ ہے کہ درود وسلام وقفہ سے ہوتا ہے اور درود وسلام کا لہجہ اور ہے اور اذان کا لہجہ اور۔ اس کے باوجود وہابی دیوبندی نجدی کی تحریک کو پروان چڑھانے کی غرض سے ہزاروں بہتان تراشیں تو تراشتے رہیں لیکن درود وسلام بند نہ ہوگا۔ اس مسئلے کی تحقیق میں بے شمار تصانیف موجود ہیں ان کے صرف ایک سوال کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال: جس اذان کے اضافہ سے اہل تشیع کو کوسا جا رہا ہے وہ مرض تو تمہارے اندر بھی ہے کہ تم اہلسنت بھی تو اذان سے پہلے یا بعد کو کہا کرتے ہو۔ ''الصلوۃ السلام علیک یا رسول اللّٰہ'' اس اضافہ کو وجود خیر القرون کے بعد بھی صدیوں تک نہیں ملتا۔ جناب سلطان صلاح الدین ایوبی مرحوم کے زمانہ سے شروع ہوا اب بھی ہے تو بدعت۔

جواب: اس موضوع پر فقیر کے متعدد رسائل ہیں اور دیگر علماء اہلسنت نے کافی دلائل لکھے ہیں یہاں سر دست مختصر عرض ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنی امت سے خصوصاً درود شریف بکثرت پڑھنے والوں سے اتنا پیار ہے کہ جو انہیں کافر کہے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس بدنصیب کو فوراً اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۱)

جب قرآن وحدیث نے ہر وقت درود شریف پڑھنے کو پسند کیا ہے تو اذان سے پہلے اور اذان کے بعد والے درود وسلام کو ''دین کی نئی بات'' کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کے عموم واطلاق کے تحت داخل ہونے والی بات نئی نہیں ہوتی۔ نئی بات تو وہ ہوتی ہے جو قرآن وحدیث کے مخالف ایجاد کی جائے مثلاً مسلمانوں کا داڑھیاں منڈانا یا کترانا، کھڑے ہو کر کھانا، پینا اور پیشاب کرنا، حج وزیارت کی اجازت کو ''فوٹو'' پر موقوف کرنا، ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر حج نہ کرنے دینا، ثبوت شرعی ملے یا نہ ملے سب پر ایک ہی دن رمضان وعید لازم کرنا۔ یہ سب چیزیں نئی ہیں بدعت ہیں اور قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ درود شریف کوئی نئی چیز بھی نہیں اور قرآن وحدیث کے خلاف بھی نہیں ہاں طریقہ نیا ہے اور زیادہ سے زیادہ اسے بدعت حسنہ کہہ سکتے ہیں۔

سوال: دین میں ''بدعت حسنہ'' کے نام سے نئی بات داخل کرنا کیا دین کو مسخ (بدلنا یا اصل سے تبدیل) کرنا یا دین میں تحریف (کسی متن میں تبدیلی) کرنا نہیں؟ جو لوگ کامل دین میں ''بدعت حسنہ'' کے نام سے نئی نئی باتیں داخل کر رہے ہیں وہ درپردہ نبوت کا دعوٰی تو نہیں کر رہے؟ بدعت حسنہ کے نام سے دین میں جو نئی بات نکالی جائے گی اس سے طریقہ رسول قائم رہے گا یا ختم ہو جائے گا جب ''بدعت حسنہ'' کے ذریعہ دین کو مسخ کیا جائے گا اور نئی نئی باتیں نکال کر اطاعت رسول سے دور ہوں گے تو کیا اللہ تعالٰی کے فرمان کہ ''اطاعت کرو رسول کی'' اس حکم کی نافرمانی نہ ہو گی؟

جواب: ''بدعت حسنہ'' کے وجود کا انکار ایسے جیسے کوئی دوپہر کے وقت سورج کے وجود کا انکار کر دے۔ ''بدعت حسنہ'' کے وجود پر درج ذیل امور ملاحظہ ہوں۔

(۱) اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں ''رھبانیۃ'' کو بدعت کہا پھر اس کی رعایت کرنے والوں کی تعریف کی اور رعایت نہ کرنے والوں کی مذمت بیان فرمائی۔[16] (الحدید آیت نمبر ۲۷)

فائدہ: معلوم ہوا کہ رھبانیۃ ''بدعت حسنہ'' ہے ورنہ اس پر قائم رہنے والوں کی تعریف نہ کی جاتی۔

---

[16]) الحدید: 27 وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ

ترجمہ: اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اُسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔

(۲)خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کروایا حالانکہ یہ کام رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد کریم میں نہ ہوا۔ اس کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے "ھذا واللّٰہ خیر" کہا یعنی یہ کام "بدعت حسنہ" ہے۔[17] (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳)

(۳) خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں ہر رات نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم دیا حالانکہ ان سے پہلے اس پر بایں ہئیت مُداوَمت نہ ہوئی تھی پھر آپ نے نعمت البدعۃ ھذہ کہا یعنی بدعت حسنہ ہے۔[18] (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۵)

(۴) خلیفہ ثالث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے صرف لسانِ قریش (قریش کی زباں) میں لکھنے اور پڑھنے کا حکم دیا حالانکہ اس سے پہلے غیر لسان قریش میں بھی لکھا اور پڑھا جاتا تھا۔ اسے حضرت حذیفہ نے اختلاف فی الکتاب سے بچنے کا سبب قرار دیا یعنی یہ کام بدعت حسنہ ہے کہ اس کے ذریعہ اختلاف مٹا اور اتفاق ہوا۔[19] (مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۱)

(۵) آپ کے عہد کرم سے پہلے جمعہ کی اذان صرف اس وقت دی جاتی تھی جبکہ امام منبر پر رونق افروز ہو جائے آپ نے اس سے پہلے ایک اور اذان دینے کا حکم دیا جو آج تک رائج ہے چونکہ اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہے کہ بآسانی خطبہ جمعہ شروع ہونے تک پہنچ سکتے ہیں اور کتاب و سنت کی مخالفت بھی نہیں ہوتی لہٰذا یہ اذان "بدعت حسنہ" ہے۔[20] (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۳)

(۶)خلیفہ رابع سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حج کی نیت زبان کے ساتھ بایں الفاظ کی۔ اللّٰھم إنی أھل بما أھل بہ رسولک۔[21] (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۴)

حالانکہ اصل نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور زبان کے ساتھ نیت کرنے کا حکم کتاب و سنت میں نہیں ملتا مگر چونکہ اس سے کتاب و سنت کی مخالفت بھی لازم نہیں آتی اور "لسان و جنان" کا اتحاد ایک پسندیدہ فعل ہے۔ لہٰذا نیت باللسان "بدعت حسنہ" بشرطیکہ نیت بالجنان فوت نہ ہو۔

(۷) قرآن مجید کے تیس پارے ہیں ہر پارہ خاص کلمہ سے شروع ہو کر خاص کلمہ پر ختم ہوتا ہے۔ اس تقسیم کا ذکر کتاب و سنت میں نہیں مگر چونکہ اس سے روکا بھی نہیں گیا لہٰذا یہ تقسیم جائز ہے اور "بدعت حسنہ" ہے۔

---

[17] (مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القراءات وجمع القرآن، الفصل الثالث، 680/1، الحديث: (2220) -10، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية: 1989م-1399هـ)

[18] (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث، 407/1، الحديث: (1301) -7، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية: 1989م-1399هـ)

[19] (مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القراءات وجمع القرآن، الفصل الثالث، 681/1، الحديث: (2221) -11، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية: 1989م-1399هـ)

[20] (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الخطبة والصلاة، الفصل الأول، 441/1، الحديث: (1404) -4، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية: 1989م-1399هـ)

[21] (مشكاة المصابيح، كتاب المناسك، باب الاحرام والتلبية، الفصل الأول، 783/1، الحديث: (2555) -1، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية: 1989م-1399هـ)

(۸) امام بخاری نے اپنی صحیح کو قرآن مجید کی طرح تیس پاروں پر تقسیم کیا ہر پارہ خاص حدیث سے شروع کر کے خاص پر ختم کیا اس شان کا مجموعہ ان سے پہلے کسی نے تیار نہ کیا نہ صحابہ نے نہ تابعین نے نہ تبع تابعین نے مگر چونکہ اس سے روکا بھی نہیں گیا لہٰذا یہ مجموعہ جائز ہے اور "بدعت حسنہ"۔

(۹) امام بخاری نے رواۃِ حدیث سے مُعَاصَرت (ایک عہد کا ہونا) ہی نہ ہو بلکہ کسی خارجی دلیل سے دونوں کی ملاقات بھی ثابت ہو (شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۲۹) یہ شرط بالکل نئی ہے ان سے پہلے کبھی کسی نے اس کا التزام نہیں کیا مگر چونکہ اس سے قوتِ حدیث میں زبردست اضافہ ثابت ہوتا ہے لہٰذا یہ شرط جائز ہے اور "بدعت حسنہ"۔

(۱۰) مدارس دینیہ میں درج ذیل علوم و فنون صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، اصول فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر وغیرہ داخل نصاب ہیں۔ یہ علوم بایں تفصیل و تشریح خیر القرون کے بعد ایجاد کئے گئے مگر چونکہ ان سے کتاب و سنت کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے لہٰذا ان کا پڑھنا پڑھانا جائز ہے اور "بدعت حسنہ" ہے۔

(۱۱) مساجد میں نمازیوں کی سہولت کے لئے نظام الاوقات بنایا جاتا ہے یہ نظام بالکل نیا ہے اور سبب مفید ہونے کے "بدعت حسنہ" ہے۔

(۱۲) جمعہ کی پہلی اور دوسری اذان کے دوران تقریریں کی جاتی ہیں اس وقت خطباء کا تقریر کرنا نئی چیز ہے اور "بدعت حسنہ" ہے۔ بدعت حسنہ کی سینکڑوں نہیں ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں بنابر (مطابق) اختصار انہیں پر اکتفاء کرتا ہوں۔ اگر معترض کے سوال کے مطابق "بدعت حسنہ" سے دین مسخ ہو جاتا ہے دین کی تحریف ہو جاتی ہے اور مندرجہ بالا حضرات کے متعلق کیا فتویٰ ہو گا؟ کیا معاذ اللہ یہ حضرات بدعتی تھے۔ (بدعت کی تفصیل و تشریح کے لئے فقیر کی کتاب "احصمۃ عن البدعۃ اور تحقیق البدعۃ" کا مطالعہ کیجئے)

سوال: اذان "اللّٰہ اکبر" سے شروع ہو کر "لا الہ الا اللّٰہ" پر ختم ہوتی ہے اگر درود و سلام پڑھ کر متصل شروع کی جائے تو ناواقف لوگ سمجھیں گے کہ اذان کا پہلا جملہ "اللّٰہ اکبر" نہیں درود شریف ہے؟

جواب: بلادِ اسلامیہ میں جہاں صدیوں سے اسلام کی شمع فروزاں ہے اس قسم کا اِشتِباہ (شک و شبہ) پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں کا بچہ بچہ "اذان" کو اس طرح جانتا ہے کہ اسے غیر اذان سے بآسانی ممتاز کر سکتا ہے۔ البتہ جہاں اسلام بالکل نَووارِد (نیا آنے والا) ہو وہاں کے مؤذنوں کو تاکید کر دی جائے گی کہ درود شریف پڑھنا چاہو تو اس میں اور اذان میں فاصلہ رکھ کر پڑھو تاکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم فرمودہ اذان نو مسلموں پر مشتبہ نہ ہو جائے۔ اس پر بھی اگر کوئی مؤذن فاصلہ نہ رکھے تو اسے کافر یا دین کا مُحرِّف (بدلا ہوا) نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ذکر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بندہ کافر نہیں ہوتا مسلمان ہی رہتا ہے۔

سوال: اذان و اقامت کے درمیان جو بعض مساجد میں درود و سلام پڑھنا مروج ہے اس کا ثواب کے علاوہ بھی کچھ فائدہ ہے؟

جواب: اسے اصطلاح میں "تثویب" کہا جاتا ہے یعنی اذان کے بعد نماز کے لئے دوبارہ اعلان کرنا اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ دینی یا دنیاوی کاموں میں مصروف رہنے والے جماعت میں بآسانی شریک ہو سکتے ہیں کیونکہ تثویب سے انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ اب تاخیر کی جماعت چھوٹ جائے گی۔

خلفاءراشدین رضی اللہ عنہم نے زمانہ خلافت میں سبب مصروفیت کے بڑھ جانے کے مؤذنوں کو حکم دے دیا تھا کہ اقامت سے کچھ پہلے بالفاظ مخصوصہ ہمارے لئے دوباہ اعلان کر دیا کرو۔ [22] (تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالک صفحہ ۹۳ جلد۱)

سوال: "تثویب" کے لئے درود شریف بصیغہ ندا "الصلوۃ السلام علیک یا رسول اللّٰہ و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللّٰہ" ضروری ہے یا جس طرح بھی ہو درست ہے؟

جواب: تثویب کے لئے شرع نے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں کئے جو الفاظ آپس میں طے کر لئے جائیں وہی درست ہیں البتہ درود و سلام بصیغہ ندا زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ یہ صیغہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے صیغے سے ملتا جلتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ عرض کیا کرتے تھے "السلام علیک یا رسول اللّٰہ الصلوۃ یا رسول اللّٰہ" [23]

(تنویر الحوالک شرح مؤطا امام صفحہ ۹۳ جلد ۱)

سوال: کیا کتب حنفیہ میں "تثویب" کا ذکر ہے؟

جواب: بے شک حنفی مذہب کی چھوٹی بڑی متعدد کتابوں میں "تثویب للعوام" کو پسند کیا گیا ہے اور اس کی دلیل میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث موقوف پیش کی گئی ہے مَارَآہُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ۔ [24] جس کام کو مسلمان پسند کریں وہ اللہ کو بھی پسند ہوتا ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۱۷ رد المختار صفحہ ۲۸۷ جلد۱)

اس مسئلہ "تثویب" کے متعلق تحقیق فقیر کا رسالہ "التحقیق العجیب فی مسئلۃ التثویب" میں ہے۔

سوال: سنی و شیعہ میں کیا فرق رہا؟ جبکہ وہ بھی تو اسے بدعت حسنہ کی آڑ بنا سکتے ہیں؟

جواب: بڑا فرق ہے۔

(۱) وہ علی ولی اللّٰہ الخ کو اذان کا جزو بناتے ہیں اس کی دلیل ظاہر ہے کہ اسے اذان کے درمیان میں لاتے ہیں اور ہم پہلے یا بعد درود شریف ایسے طریقہ سے پڑھتے ہیں جس سے سوائے غَبی (کم عقل) کے کسی کو بھی اس کے پہلے یا بعد کے جز کا تصور تک نہیں ہو سکتا۔

---

[22] (تنویر الحوالك شرح على موطأ مالك، كتاب الصلاة، باب ما جاء في النداء للصلاة، ص92، رقم الحديث:8، دار الكتب العلمية بيروت–لبنان)

[23] (تنویر الحوالك شرح على موطأ مالك، كتاب الصلاة، باب ما جاء في النداء للصلاة، ص92، رقم الحديث:8، دار الكتب العلمية بيروت–لبنان)

[24] (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب الأذان، 198/1، دار الكتب العلمية بيروت–لبنان، الطبعة: الطبعة الأولى 1418هـ 1997م)

(رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان، (قوله: في الكل) أي كل الصلوات لظهور التواني في الأمور الدينية، 389/1، دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ 1992م)

(۲) شیعہ علی ولی اللّٰہ الخ کو ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر اذان ہوتی ہی نہیں اور ہم ضروری نہیں بلکہ مستحب سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے جہاں نہیں پڑھا جاتا ہے اس کے لئے ہمارا کوئی عالم دین بھی یہ نہیں کہتا کہ صلوٰۃ وسلام کے بغیر اذان ہی نہ ہوئی اور عوام میں بھی کوئی نہیں کہتا اگر کوئی کہہ دیتا یا ایسے سمجھتا ہو تو وہ اس کی جہالت ہے۔ مسائل کا توقف ایسے جہال کے اقوال وافعال پر نہیں علماء ذی وقار (معزز) کے فتاویٰ پر ہے۔

(۳) ہمارے لئے اذان سے قبل وبعد کے لئے احادیث مبارکہ صحاح میں درود شریف پڑھنے کی تصریحات ملتی ہیں اگرچہ ہیئت کذائیہ یہ نہیں تو کیا حرج ہے ہیئت کذائیہ اسلام کے ہزاروں مسائل میں تبدیلیاں ہوئیں اور ہورہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ کئی مثالیں فقیر بارہا عرض کر چکا ہے کہ شیعوں کی اذان کے اضافہ کا ان کی اپنی کتابوں میں رد موجود ہے جس کی تصریحات فقیر لکھ چکا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''رجم الشیطان فی الصلوٰۃ والسلام فی الاذان'' میں پڑھئے۔

جواب: فرض اور ایسے ہی وتر ایسے ہی سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف نہ پڑھے عُمداً (جان بوجھ کر) پڑھے گا نماز فاسد ہو جائے گی بھول کر پڑھے اگرچہ اللھم صل علی محمد تک تب بھی سجدہ سہو لازم ہے نہیں کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

جواب: اذان کے اختتام پر محمد رسول اللّٰہ مؤذن کو آہستہ اور غیر مؤذن کو آہستہ یا بِالجہر (بلند آواز کے ساتھ) پڑھنا مستحب ہے۔ اس کے بعد دعائے اذان پڑھنا سنت ہے۔[25] (شرح سفر السعادۃ للشیخ الدھلوی قدس سرہ)

فقط

عندی ھذا الجواب واللّٰہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعلم بالصواب

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان

۲۷ج ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء شب جمعہ مبارک

[25] (شرح سفر السعادت، باب در بیان نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ص 48، مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ سکھر، پاکستان)